جیت جاتے تو کیا ہو جاتا؟

آخر کار کرکٹ ورلڈ کپ 2011ء کے بخار سے پاکستانی قوم کو اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی ہے۔ستائیس سال بعد ہنومان نے لنکا سے سیتا واپس چھین لی ہے۔اکیس سال بعد کرکٹ کے سامری سچن ٹنڈلکر کا ورلڈ کپ اپنی جنم بھومی میں جیتنے کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکا۔آسٹریلیا کی 16 سالہ کرکٹ پر حکمرانی کا سورج برطانیہ کی حکمرانی کے سورج کی طرح غروب ہو گیا۔آسٹریلیا نے گزشتہ تین عالمی کرکٹ کپس میں پاکستان ,انڈیا اور سری لنکا کو یکے بعد دیگرے فائنل میں شکست دے کر عالمی کپ میں کامیابی حاصل کی مگر اس بار یہ تینوں ایشین ٹیمیں سیمی فائنل تک پہنچیں اور آسٹریلیا اس بار کسی کو شکست نہ دے سکا ۔تینوں نے دوسری بار عالمی کپ حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن کامیابی کا قرعہ بھارت کے نام نکلا ۔کہنے کو تو کرکٹ ایک کھیل ہے مگر پاکستان میں واحد شئے ہے جو ساری عوام کو چاہے چند گھنٹوں کے لئے سہی مختلف گروہوں سے پاکستانی بنا دیتی ہے۔یہ پہلی بار نہیں ہوا کہ پاکستانی ٹیم سیمی فائنل ہاری ہم اس سے پیشتر فائنل بھی ہار چکے ہیں لیکن اس بار فرق یہ تھا کہ حریف بھارت تھا سو ہمیں بھارت سے ہار تو کسی صورت قبول نہیں لیکن کھیل میں تو یہ برداشت کرنا ہی پڑتا ہے۔عالمی کرکٹ کپ سے قبل پاکستانی ٹیم کی سیمی فائنل تک رسائی غیر کا کوئی امکان دکھائی نہیں دیتا تھا لیکن شاہد خان آفریدی نے جس خواہش کا اظہار کیا اللہ تعالی نے اس کو وہاں تک پہنچا دیا، مجھے اب یہ افسوس ہو رہا ہے کہ اس پٹھان نے دعا بھی مانگی تو صرف سیمی فائنل۔کاش اُس وقت وہ فائنل کی دعا ہی کر لیتا۔مگر یہ بھی سچ ہے کہ جن حالات سے پاکستانی ٹیم اب گزری ہے وہ پہلے نہیں دیکھنے پڑے۔دہشت گردی کی وجہ سے دوسری ٹیموں کا پاکستان میں کھیلنے سے انکار اور کچھ مما لک نے تو پاکستانی ٹیم کو گھر بلا کر بھی کھلانے سے انکار کر دیا تھا۔کرکٹ

ورلڈکپ سے محرومی ,سپاٹ ومیچ فکسنگ اسکینڈلز ,کرپشن مافیا, خاندانی قبضہ گروپ ,غیر متوازن ٹیم کا انتخاب ,آخر تک کپتان کا پتہ نہیں، سلیکشن کے مراحل میں کپتان کی مشاورت کا پہلو ہی خارج ,آئی پی ایل میں کسی پاکستانی کھلاڑی کا حصہ نہ لینا ,یک طرفہ اور بے حوصلہ تماشائی ,میچ سے قبل بھارتی میڈیا کا منفی پراپیگنڈا ,شیوسینا کی دھمکیاں ,رحمان ملک کا بیان ,ٹنڈلکر پر فیلڈرز کی مہربانیاں ,نصف درجن کیچ چھوڑنا ,بوڑھوں کے جوڑی کی بھارت نواز بیٹنگ ,وغیرہ وغیرہ کے باوجود پاکستان کی ٹیم صرف 29 رنز سے ہاری بیشک اللہ تعالی کے ہر کام میں بہتری ہوتی ہے۔شکر ہے ہم نہیں جیتے ورنہ اعجاز بٹ تو کبھی جانے کا نام نہیں لیتے ویسے وہ ہیں چکنے ڈھیٹ جانے کا ذکر اب بھی نہیں کریں گے اور اس حوالے سے وہ ضیاع الحق کے جانشین دکھائی دیتے ہیں۔اگر ہم جیت جاتے تو نہ جانے کب تک کامران اکمل کو برداشت کرنا پڑتا لیکن یہ کڑوا گھونٹ تو اب بھی پینا ہی پڑے گا۔

ہمارے عوام تو برداشت کر ہی لیتے ہیں مگر جیت جاتے تو بھارتی جنتا اس کو کیسے ہضم کرتی؟ جو پہلے ہی متعدد بار اپنی ٹیم کو ہارتا دیکھ کر سٹیڈیم کو آگ لگا چکی ہے۔بھارتی میڈیا کا کیا حال ہو جاتا؟ سیاسی تناؤ ممکن ہے جنگی جنون میں بدل جاتا؟ ہارنے کے باوجود کچھ احباب ابھی تک ٹیم کا حصہ ہیں، جیت جاتے تو نا جانے کتنی نحوستیں ٹیم میں ہی رہتیں۔بعض اوقات ہم جو جیت کر حاصل نہیں کر سکتے وہ ہار کر حاصل کر لیتے ہیں ,غلطیوں سے سبق......!! مگر اپنی حالت تو یہ ہے کہ غلطی کر دریا میں ڈال......!! سبق سیکھنے کی ضرورت کیا ہے؟ سبق سیکھنے کے لیے تو عمر پڑی ہے۔ابھی تو میں جواں ہوں......!! ٹیم اور ٹیم انتظامیہ میں کئی بارہ سنگھے ایسا ہی سوچتے ہوں گے۔

عالمی کرکٹ کپ میں ہم کو جہاں بھارت سے نہ جیتنے کا دکھ ہے وہاں کئی اچھے پہلو بھی ہیں۔ہم نے آسٹریلیا کو 1999ء کے بعد دوبارہ عالمی کرکٹ کپ میں ہرا کر اس کی کشتی میں پہلا سوراخ کر دیا ہے عنقریب یہ سوراخوں والی کشتی کہلائے گی۔سری لنکا کو بھی شکست دی اور اپنے گروپ میں سرفہرست

رہے۔ جہاں تک ہارنے کی بات ہے تو کرکٹ کا موجد برطانیہ اور ہارٹ فیورٹ ساؤتھ افریقہ بھی سیمی فائنل سے پہلے ہی باہر ہوئے۔ ویسٹ انڈیز جو کبھی کالی آندھی تھی آج وہ کالی بھیڑ بن گئی ہے۔ کالی آندھی اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود سبز باؤنڈی عبور نہ کرسکی۔ نیوزی لینڈ کا حوصلہ ہے کہ جس نے سب سے زیادہ سیمی فائنل ہارنے کی نئی تاریخ رقم کی۔ ان حالات کو دیکھا جائے تو ہماری کارکردگی اتنی بری نہیں رہی کہ ہم شرمندہ شرمندہ دکھائی دیں۔ کرکٹ کھیل ہے اور اسے کھیل ہی رہنے دیا جائے تو بہتر ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ لوگ کرکٹ کے میچ پر جیسے قوم دکھائی دیئے اسی طرح دوسرے معاملات میں بھی صرف پاکستانی بن کر سوچیں۔ کیونکہ کرکٹ ورلڈ کپ کی جیت ہمارے مسائل کا حل نہیں۔

عالمی کرکٹ کپ جیت کر جان عزیز وطن کے حالات تو نہ بدلتے، دہشت گردی کم نہ ہوتی، مہنگائی بیروزگاری، لوڈشیڈنگ، لوٹ مار، قتل وغارت، جہالت، غنڈہ گردی، بھوک افلاس، نا انصافی، لاقانونیت، اقربہ پروری، جعلسازی، ڈاکہ زنی، خودکشی وخودسوزی، ڈرون حملے اور ظلم، سب ایسے ہی چلتے رہنا تھا کچھ بھی ختم نہیں ہونا تھا۔ اگر جیت کر بھی یہ سب مسائل ویسے ہی رہنے تھے تو پھر ہماری قوم کی سوچ کا محور صرف کرکٹ کا میچ ہی کیوں......؟ اگر بات انڈیا سے میچ ہارنے کی ہے تو ہم اس کو دوسرے میدانوں میں اپنا حریف اسی شدت سے کیوں نہیں بناتے......؟ تعلیمی معیار، معاشی استحکام، خارجہ پالیسی اور جمہوریت کے نفاذ میں وہ ہم سے آگے ہیں اور آگے نکلتے جارہے ہیں۔ کیوں ہم دوسرے معاملات میں پر توجہ مرکوز نہیں کرتے؟ اُن کی روایات، رسمیں اور تہذیب وتمدن کو ہم نے اپنی زندگی کا حصہ بنالیا ہے۔ ہر گھر میں ان کے پروگرامز بڑی شوق سے دیکھے جاتے ہیں۔ حال یہ ہوگیا ہے کہ ہمیں اپنی اسلامی تاریخ کا پتہ ہو نہ ہو مگر ان کے مذہبی اور علاقائی تہوار کا پتہ ہوگا۔ ان کا میڈیا ہم کو ہر بات پہ نیچا دکھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا مگر ہمارے کچھ چینلز کے پاس انٹرٹینمیٹ کی خبریں صرف بھارت سے ہی امپورٹ ہوتی ہیں۔

ہمارے کھلاڑیوں کو چاہے IPL میں کوئی لفٹ نہ بھی کرائے مگروہ چینلز IPL براہ راست دکھانا قومی فریضہ سمجھتے ہیں۔ ہر فنکار بھارت سے سند یافتہ ہونا چاہتا ہے شاید ادھر کی سند کو کوئی جعلی قرار نہ دیتا ہو۔ہم نے تو اپنے نصاب سے بھی اسلامی تاریخ کے کئی واقعات کو اس لئے نکال دیا کہ دنیا والے ہم کو جہادی یا دہشت گرد نہ سمجھ لیں مگر انڈین تو بڑی ڈھٹائی اور چالاکی سے اپنے میڈیا کے ذریعہ ہندوازم کا پرچار کرر ہا ہے۔ اپنے ہر فلم اور ڈرامے میں مذہبی رسومات اور تہوار دکھا کر ہماری نسلوں میں اپنا کلچر داخل کرتا جار ہا ہے۔تبلیغ کا یہ دائرہ صرف پاکستان تک ہی محدود نہیں بلکہ برطانیہ ,یورپ ,امریکہ ,کینیڈا اور آسٹریلیا تک جا پہنچا ہے۔

اگر ہم کو انڈین کلچر اتنا ہی اچھا لگتا ہے تو اک میچ کی شکست پر اتنا شدید تناؤ سمجھ سے بالاتر ہے۔اس وقت کرکٹ سے زیادہ کئی اہم معاملات ہیں جن پر ہم کو یکجا ہو کر سوچنے کی ضرورت ہے۔میچ والے دن سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ابھی ہم مردار نہیں ہوئے۔ ہم زندہ ہیں بس ذرا ضمیر سویا ہوا ہے۔اس سوئے ضمیر کو جگانے والا کوئی چاہیئے۔

تحریر : سہیل احمد لون